﴿وإن يمسسک الله بضر فلا كاشف له إلا هو وإن يردک بخير فلا رآد لفضله يصيب به من يشاء من عباده وهو الغفور الرحيم﴾ (سورۃ یونس:۱۰۷) ترجمہ: ''اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

یہ مذکورہ چیزیں تو صرف ایک ذریعہ ہیں جن کے جواز اور عدم جواز کا انحصار صرف نبوت کی روشنی پر موقوف ہے۔ مسنون دم کیلئے اہل علم نے بعض شرطیں بیان کی ہیں۔ (أن تكون بكلام الله تعالىٰ أوبأسمائه وصفاته وباللسان العربي أوبما يعرف معناه من غيره وأن يعتقد أن الرقية غير مؤثرة بنفسها بل بتقدير الله عزو جل) (عون المعبود: ۲۱/۴) یعنی: ''دم اللہ کی کلام یا اس کے اسماء و صفات اور عربی میں ہو۔ دم معروف المعنی ہو اور یہ اعتقاد رکھا جائے کہ دم جھاڑا بذاتہ مؤثر نہیں بلکہ اس کی تاثیر اللہ عزوجل کی قضاء و قدر سے ہے۔'' حضرات! یہ غیر متنازع فیہ شی کی تاثیر کا حال ہے جبکہ تعویذ ویسے ہی متنازع فیہ شئی ہے تو اس میں اس حد تک غلو کیسے جائز ہوگا۔

بچہ اس لئے مرا ہے کہ ماں نے تعویذ باندھنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس اعتقاد کا حامل انسان بلاشبہ مشرک ہے اسے فوراً اپنے غلط عقیدہ سے تائب ہونا چاہئے واللہ ولی التوفیق

موصوفہ کو قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر و اذکار کی صورت میں اپنے رب سے مزید تعلق گہرا کرنا چاہئے تاکہ شیطانی وسوسوں سے نجات حاصل ہو۔ رب کریم کا وعدہ ہے جو آسانی میں اسے یاد کرتا ہے وہ ایام ابتلاء میں اس کا دست و بازو بن جاتا ہے دعا: اللهم أجرني ....الخ اور الله ربي لا أشرک به شيئاً کا ورد کثرت سے کریں، ان شاء اللہ مشکل آسان ہوگی لیکن قبولیت دعاء کی بنیادی شرط اکل حلال اور کبائر سے اجتناب ہے۔

سوال: اسلام میں مشترکہ خاندانی نظام کا کیا تصور ہے؟ کیا ساس یہ حق رکھتی ہے کہ خود تو جب اور جہاں چاہے آئے جائے لیکن بہو کے آنے جانے پر پابندی لگائے اور بہو پر اکثر بے جا روک ٹوک کرے؟

جواب: بلاشبہ ساس ماں کی بجا ہوتی ہے اس کا احترام ضروری ہے لیکن عورت بحیثیت زوجہ شوہر کے تابع فرمان ہوتی ہے۔ شوہر کے حکم کو ہی فوقیت حاصل ہونی چاہئے یہاں تک کہ عورت کے حقیقی والدین کی رائے پر بھی خاوند کو تقدیم حاصل ہے۔ اسے چاہئے کہ شریعت کی حدود کے اندر بیوی کو آزادی سے نوازے۔

حدیث میں ہے: (والمرأة راعية في بيت زوجها) ترجمہ: ''عورت اپنے خاوند کے گھر

کی ذمہ دار ہے۔'' تو اس بنا پر عورت گھر کی ملکہ ہوئی۔ گھر کے جملہ امور میں اس سے مشاورت ہونی چاہئے۔ لیکن عورت کے لائق نہیں کہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلے۔

سوال: کیا تمام حقوق صرف والدہ کے ہی ہیں؟ بیوی کے کوئی حقوق نہیں ہوتے، برائے مہربانی تفصیل سے بیوی کے حقوق کی وضاحت کریں؟

جواب: بیوی کے حقوق کی اجمالی وضاحت سوال نمبر 5 کے تحت ہو چکی ہے اور قرآن میں ہے:
﴿وعاشروهن بالمعروف فإن كرهتموهن فعسى أن تكرهوا شيئاً ويجعل الله فيه خيراً كثيراً﴾ (سورۃ النساء: ۱۹) اور ان کے ساتھ اچھی طرح رہو سہو اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت سی بھلائی پیدا کر دے۔ اور صحیح مسلم میں حدیث ہے: (لايفرك مؤمن مؤمنةأن كره منها خلقاًرضي منها آخر) یعنی رسول ﷺ نے فرمایا: ''نہ بغض رکھے مسلمان مرد عورت سے اگر اس کے ایک فعل کو ناخوش رکھے تو اس کے دوسرے فعل کو خوش رکھے۔'' یعنی ایسی عورت جس کی عام عادتیں بہتر ہوں کہنا تو چاہئے کہ اگر عورت کی کوئی خو بری معلوم ہو تو دوسری کوئی خو اس میں نیک بھی ہوگی اس خو سے اپنے کو تسکین دے کر راضی رہے۔ (غزنوی حاشیہ مشکوۃ: ۴/۱۴۰)

دوسری روایت میں ہے: (استوصوا بالنساء خيراً) یعنی عورتوں کے حق میں بھلائی کی وصیت قبول کرو۔

مفتاح البرکات میں ہے:۔ عورتوں سے محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہئے یعنی عمدہ سلوک اور اخلاق کے ساتھ اگر چہ تمام لوگوں سے معاشرت عمدہ طور سے لازم ہے تاکہ خاص و عام اپنے سے خوش رہیں اور مرتے وقت تعریف کریں اور دعا دیں لیکن سب سے زیادہ حق اپنی بی بی اور بال بچوں کا ہے اس کے بعد دوسرے عزیزوں کا اور ناتے والوں کا اس کے بعد دوستوں کا اس کے بعد اور لوگوں کا۔ (۴/۱۲۰)

مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو مشکوۃ باب عشرۃ النساء و مالکل واحدۃ من الحقوق اور اردو میں کتاب ''اسلام کا نظام عفت و عصمت'' مؤلف مولانا ظفیر الدین، والدہ کے حقوق اپنی جگہ ہیں جن کا خیال رکھنا ضروری ہے جبکہ بیوی کے حقوق کو پس پشت ڈال دینا بھی سخت ترین جرم ہے۔ عدالت باری تعالیٰ میں مؤاخذہ ہوگا۔ اللہ رب العزت جملہ مسلمانوں کو سیدھی راہ سے نوازے آمین۔

بشکریہ: تنظیم اہل حدیث لاہور